توحید اور شرک

آیت الله العظمی حسینی نسب

توحید اور شرک

"توحید" اور شرک کی بحثوں میں سب سے اہم مسئلہ ان دونوں کی شناخت کے معیار کا ہے اور جب تک یہ مسئلہ حل نہیں ہوگا بعض دوسرے اہم مسائل بھی حل نہیں ہوپائیں گے اس لئے ہم مسئلہ توحید و شرک پر مختلف زاویوں سے مختصراً بحث پیش کررہے ہیں :

۱۔توحید ذاتی

توحید ذاتی دو صورتوں میں پیش کی جاتی ہے:

الف:خدا ایک ہے اور کوئی اس جیسا نہیں (اس مفہوم کو علم کلام کے علماء واجب الوجود کے

نام سے یاد کرتے ہیں) اور یہ وہی توحید ہے کہ

جسے خداوند عالم نے مختلف صورتوں میں قرآن

مجید میں ذکر فرمایا ہے ملاحظہ ہو:

(لیس کمثله شئ) (سورہ شوریٰ آیت: ۱۱. ( )

اس جیسی کوئی چیز نہیں ہے.

ایک اور جگہ پر فرماتا ہے:

(ولم یکن له کفواً أحد) (سورہ اخلاص آیت:۴)

اور کوئی بھی اس کا کفو اور ہمسر نہیں ہے.

البتہ بعض اوقات توحید کی اس قسم کی تفسیر

عامیانہ طور پر کردی جاتی ہے کہ جس میں

توحید عددی کا رنگ دکھائی دینے لگتا ہے وہ

اس طرح کہ : کہا جاتا ہے کہ خدا ایک ہے اور

دو نہیں اس قسم کا جملہ سن کر کچھ کہے بغیر

واضح ہوجاتا ہے کہ خدا کی طرف اس قسم کی توحید (عددی) کی نسبت دینا صحیح نہیں ہے.

ب: خدا کی ذات بسیط ہے نہ کہ مرکب کیونکہ ہرمرکب موجود (چاہے اس کا وجودذہنی اجزاء سے مرکب ہو یا خارجی اجزاء سے مرکب ہو) اپنے وجود میں اجزاء کا محتاج ہوتا ہے اور محتاج ہونا ممکن ہونے کی علامت ہے اور ہر ممکن علت کا محتاج ہوتا ہے. اور یہ سب کچھ واجب الوجود کے ساتھ کسی بھی صورت میں مطابقت نہیں رکھتا.

۲. خالقیت میں توحید

توحیدکے وہ مراتب جنہیں عقل و نقل دونوں نے قبول کیا ہے ان میں سے ایک توحید خالقیت بھی ہے عقل کی روسے خداوندعالم کے علاوہ جو کچھ بھی ہے وہ سب عالم

امکان کے زمرے میں آتا ہے اور ہر قسم کے جمال وکمال سے عاری ہوتا ہے اور جو کچھ عالم امکان میں پایا جاتا ہے وہ غنی بالذات (خدا)کی بے کراں رحمتسے فیض یاب ہوتا ہے اس اعتبار سے اس دنیا میں دکھائی دینے والے جمال وکمال کے جلوے اسی کے مرہون منت ہوتے ہیں قرآن مجید نے بھی توحید خالقیت کے سلسلے میں بہت سی آیات پیش کی ہیں ہم ان میں سے صرف ایک آیت کی طرف اشارہ کرتے ہیں:

(قُلْ اللہ خَالِقُ کُلِّ شَیٍٔ وَھُوَ الْوَاحِدُ الْقَھَّارُ)

(سورہ رعد آیت: ۱۶)

کہہ دیجئے : ہر چیز کا خالق صرف اللہ ہے اور وہ یکتا ، بڑا غالب ہے.

لہذاخدا پرستوں میں مجموعی طور پر توحید خالقیت کے سلسلے میں اختلاف نہیں پایا جاتا ہے صرف اتنا فرق ہے کہ توحید خالقیت کے بارے میں دو قسم کی تفسیریں پائی جاتی ہیں ان دونوں کو ہم یہاں بیان کرتے ہیں :

الف:موجودات عالم میں پائے جانے والے ہر قسم کی علت اور معلول والے نظام اور نیز ان کے درمیان پائے جانے والے سبب او ر مسبب کے رابطے سب ہی علة العلل (جس کی کوئی علت نہ ہو)اور مسبب الاسباب(جس کا کوئی سبب

نہ ہو) تک پہنچتے ہیں اور درحقیقت اصلی اور مستقل خالق خداوندعالم ہی کی ذات ہے اور خدا کے علاوہ باقی سب علل واسباب ، خداوندعالم کی اجازت و مشیت کے تابع ہیں

اس نظریہ میں دنیا میں علت و معلول کے نظام کا اعتراف کیا گیا ہے .اور علم بشر نے بھی اس کو تسلیم کیا ہے لیکن اس کے باوجود کل نظام کا تعلق ایک لحاظ سے خدا ہی سے ہے اور اسی نے اسباب کو سببیت ، علت کو علیت اور موثر کو تاثیر عطا کی ہے

ب:اس دنیا میں صرف ایک ہی خالق کا وجود ہے اور وہ خداوندعالم کی ذات ہے اور نظام ہستی میں اشیاء کے درمیان ایک دوسرے کیلئے کسی قسم کی اثر گزاری اور اثرپذیری نہیں پائی

جاتی بلکہ تمام مادی موجودات کا خالق بلا
واسطہ خدا ہی ہے .اسی طرح انسان کی طاقت
بھی اس کے اعمال پر اثر انداز نہیں ہوتی ہے
لہذا نظام ہستی میں صرف ایک ہی علت پائی
جاتی ہے اور وہی ان فطری علتوں کی رئیس و
اصل ہے

البتہ توحید خالقیت کی یہ تفسیر اشاعرہ نے
پیش کی ہے لیکن ان میں سے بعض افراد جیسے
امام الحرمین(ملل و نحل(شہرستانی)جلد۱) اور
شیخ محمدعبدہ نے رسالہ توحید میں اس تفسیر کو
چھوڑ کر پہلی تفسیر کو مانا ہے.

۳۔تدبیرمیں توحید

چونکہ عالم کو خلق کرنا خدا ہی سے مخصوص ہے لہٰذا نظام ہستی کی تدبیر بھی اسی کے ہاتھ میں ہے اور اس دنیا میں صرف ایک ہی مدبر کا وجود ہے اور وہ عقلی دلیل کہ جو توحید خالقیت کو ثابت کرتی ہے وہی دلیل تدبیر میں بھی توحید کو ثابت کرتی ہے

قرآن مجید کی متعدد آیات نے خداوندعالم کے مدبر ہونے کو بیان کیا ہے اس سلسلے میں یہ آیت ملاحظہ ہو:

(اغَیْرَ اللهِ اَبْغِی رَبًّا وَهُوَ رَبُّ کُلِّ شَیٔ)(سورہ انعام آیت:۱۶۴.)

کہہ دیجئے : کہ کیا میں خد اکے علاوہ کوئی
اور رب تلاش کروں جب کہ وہ ہر چیز کا رب
ہے.

البتہ وہ دونوں تفسیریں جو توحید خالقیت میں
پائی جاتی ہیں وہی توحید تدبیری میں بھی پائی
جاتی ہیں اور ہمارے عقیدے کے مطابق توحید
تدبیری سے مراد یہ ہے کہ مستقل طور پر تدبیر
کرنا صرف خدا سے مخصوص ہے

اس بنیاد پر نظام ہستی کے موجودات کے
درمیان بعض تدبیریں خدا کے ارادے اور مشیت
سے وجود میں آتی ہیں قرآن مجید نے بھی حق
سے متمسک مدبروں کے بارے میں یوں فرمایا
ہے :

(فالمدبرات امرًا) (سورہ نازعات آیت :۵)

پھر امر کی تدبیر کرنے والے ہیں.

۴۔حاکمیت میں توحید

حاکمیت میں توحید سے مراد یہ ہے کہ حکومت کا حق فقط خداوندعالم کو ہے اور صرف وہی انسانوں پر حاکم ہے جیسا کہ قرآن مجید فرماتا ہے :

(اِنِ الْحُکْمُ اِلا لِلّٰہ) (سورہ یوسف آیت : ۴۰.)

حکم کرنے کا حق صرف خدا کو ہے.

اس اعتبارسے خدا کے علاوہ کسی اور کی حکومت صرف خدا کے ارادے اور مشیت سے ہونی چاہیے تاکہ نیک اور صالح افراد ہی معاشرے کے امور کی باگ ڈور سنبھالیں اور لوگوں کو کمال و سعادت کی راہ پر گامزن کرسکیں جیسا کہ قرآن مجید فرماتا ہے :

(یَادَاوُودُ اِنَّا جَعَلْنَاکَ خَلِیفَةً فِی الْاَرْضِ فَاحْکُمْ بَیْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ) (سورہ ص آیت۲۶.)

اے داؤدہم نے آپ کو زمین پر اپنا جانشین بنایا ہے لہذا آپ لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کریں.

۵۔اطاعت میں توحید

اطاعت میں توحید سے مراد یہ ہے کہ حقیقی اور ذاتی طور پرخدائے بزرگ کی پیروی ضروری ہے لہذا بعض دوسرے افراد (جیسے پیغمبر، امام، فقیہ ، باپ اور ماں)کی اطاعت کا لازم ہونا پروردگارعالم کے حکم اور ارادے سے ہے.

۶. شریعت قرار دینے اور قانون گزاری میں توحید

قانون گزاری میں توحید سے مراد یہ ہے کہ
شریعت قرار دینے اور قانون گزاری
کا حق فقط خداوندعالم کو ہے اسی بنیاد پر
قرآن مجید ہر اس حکم کوجو حکم الہی کے
دائرے سے خارج ہو اسے کفر، فسق اور ظلم کا
سبب قرار دیتا ہے ملاحظہ ہو:

(وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا اَنزَلَ اللہ فَاُوْلٰئِکَ هُمْ
الْكَافِرُونَ) (سوره مائده آیت:۴۴.)

اور جو لوگ بھی خدا کے نازل کردہ حکم کے
مطابق فیصلہ نہ کریں وہ ظالم ہیں

(وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا اَنزَلَ اللہ فَأُوْلَئِکَ هُمْ

الْفَاسِقُونَ)(سورہ مائدہ آیت:۴۷.)

اور جو لوگ اللہ کے نازل کردہ حکم کے

مطابق فیصلہ نہ کریں وہ فاسق ہیں

(وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا اَنزَلَ اللہ فَأُوْلٰئِکَ هُمْ

الظّٰالِمُونَ)(سورہ مائدہ آیت ۴۵.)

اور جو لوگ اللہ کے نازل کردہ حکم کے

مطابق فیصلہ نہ کرینوہ ظالم ہیں

۷.عبادت میں توحید

عبادت میں توحید کے سلسلے میں اہم ترین بحث "عبادت" کے معنی کی شناخت ہے کیونکہ سب مسلمان اس بات پر اتفاق رکھتے ہیں کہ عبادت صرف خدا سے مخصوص ہے اوراس کے علاوہ کسی اور کی پرستش نہ کی جائے جیسا کہ قرآن مجید اس سلسلے میں فرماتا ہے :

(اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِینُ) (سورہ حمد آیت: ۴.)

ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں

قرآن مجید کی مختلف آیات سے یہ استفادہ ہوتا ہے کہ تمام انبیاء کی دعوتوں کا بنیادی عنصر

یہی عقیدہ تھا قرآن مجید اس سلسلے میں فرماتا ہے :

(وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِی کُلِّ اُمَّةٍ رَسُولاً اَنْ اُعْبُدُوا اللہ وَاجْتَنِبُواالطَّاغُوت) (سورہ نحل آیت:۳۶.)

اور یقینا ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیجا تاکہ تم لوگ اللہ کی عبادت کرو اور طاغوت کی بندگی سے اجتناب کرو.

لہذا اس مسلم الثبوت اصل میں کوئی شک نہیں کہ عبادت کا حق صرف خدا کا ہے اور اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہیں کی جاسکتی نیز یہ کہ اس اصل پر ایمان نہ رکھنے والا موحد نہیں ہوسکتا.

لیکن ہماری گفتگو اس سلسلے میں ہے کہ "عبادت" اور غیر عبادت کی شناخت کا معیار کیا ہے؟

مثال کے طور پر اگر کوئی شخص اپنے استاد اور ماں باپ یا علماء اور مجتہدین کے ہاتھوں کا بوسہ لے یا اپنے ذوی الحقوق کا احترام کرے تو کیا اس کا یہ عمل ان کی عبادت شمار ہوگا؟ یا ایسا نہیں ہے بلکہ کسی کے مقابلے میں خضوع و خشوع کو عبادت نہیں کہتے بلکہ عبادت کے لئے ایک خاص صفت کا ہونا ضروری ہے ورنہ اس کے بغیر چاہے جس بھی طرح کا خضوع ہو عبادت نہیں کہلائے گااب دیکھنا یہ ہے کہ وہ کونسی بنیادی صفت ہے جو کسی بھی طرح کے خضوع کو عبادت بناسکتی ہے؟

لفظ عبادت کے غلط معنی

کچھ مصنفین نے اپنی کتابوں میں عبادت کے معنی خضوع اور یا زیادہ خضوع بیان کئے ہیں لیکن ان مصنفین کو قرآن مجید کی بعض آیات کے ترجمہ میں مشکل پیش آتی ہے کیونکہ ان آیتوں میں خداوندکریم نے صراحت سے یہ بیان کیا ہے کہ اس نے فرشتوں کو جناب آدم کا سجدہ کرنے کا حکم دیا تھا ملاحظہ ہو:

(وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلاَئِکَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ) (سورہ بقرہ آیت:۳۴.)

اور اس وقت کو یاد کرو جب ہم نے فرشتوں سے کہا: آدم کو سجدہ کرو.

حضرت آدم کے لئے بعینہ اسی طرح سجدہ بجالایا گیا جس طرح خداوندکریم کے لئے سجدہ کیا جاتا تھا جبکہ جناب آدم کے سامنے یہ سجدہ خضوع اور تواضع کے اظہار کی خاطر انجام پایا تھا اور خدا کا سجدہ عبادت و پرستش کے طور پر بجالایا جاتا ہے اب دیکھنا یہ ہے کہ یہ ایک ہی طرح کے سجدوں میں کیسے دومختلف حقیقتیں پیداہوگئیں؟

قرآن مجید ایک اور جگہ فرماتا ہے کہ جناب یعقوب نے اپنے بیٹوں کے ہمراہ جناب یوسف کے سامنے سجدہ کیا تھا:

(وَرَفَعَ اَبَوَیْهِ عَلَی الْعَرْشِ وَخَرُّوا لَهُ سُجَّدًا وَقَالَ یَاَبَتِ هَذَا تَاْوِیلُ رُؤْیَا مِنْ قَبْلُ قَدْ جَعَلَهَا رَبِّی حَقًّا" (سورہ یوسف آیت:۱۰۰.)

اور یوسف نے اپنے والدین کو تخت پر بٹھایا اور وہ سب انکے سامنے سجدے میں گر پڑے اور یوسف نے کہا: اے باباجان! یہی میرے پہلے خواب کی تعبیر ہے بے شک میرے رب نے اسے سچ کردکھایا ہے.

یہاں پر اس نکتے کا ذکر ضروری ہے کہ جناب یوسف نے پہلے خواب کی طرف اشارہ کیا تھا جس سے مراد وہی خواب تھا جس میں انہوں نے دیکھا تھا کہ چاند اور

سورج کے ہمراہ گیارہ ستارے ان کے سامنے سجدہ ریز ہیں اس بات کو قرآن مجید نے یوں نقل کیا ہے:

انِّ رَاَیْتُ احَدَ عَشَرَ کَوْکَبًا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَاَیْتُھُمْ لِی سَاجِدِینَ)(سورہ یوسف آیت :۴.)

میں نے خواب میں گیارہ ستاروں اور آفتاب و مہتاب کو دیکھا ہے کہ یہ میرے سامنے سجدہ کررہے ہیں

اس آیت میں گیارہ ستاروں سے جناب یوسف کے گیارہ بھائی اور چاند اور سورج سے ان کے ماں اور باپ مراد ہیں

اس بیان سے واضح ہوجاتا ہے کہ نہ صرف حضرت یعقوب کے بیٹوں نے بلکہ خود جناب یعقوب نے بھی جناب یوسف کے سامنے سجدہ کیا تھا.

اب یہاں ہم یہ سوال کرنا چاہتے ہیں :

اس قسم کے سجدہ کو عبادت میں شمارکیوں نہیں کیا جاتا جبکہ سجدہ نہایت خضوع اور تواضع کے ساتھ بجالایا گیا تھا؟

عذر بدتراز گناہ

یہاں پر چونکہ مذکورہ مصنفین اس سوال کا جواب نہیں دے پائے لہذا یوں کہتے ہیں :

چونکہ اس قسم کا خضوع و خشوع پروردگارعالم کے حکم سے انجام دیا گیا تھا لہذا اسے شرک شمار نہیں کیاجاسکتا .لیکن یہ بات معلوم ہے کہ ان کی یہ تاویل کسی بھی اعتبار سے صحیح نہیں ہے اس لئے کہ اگر کوئی عمل باعث شرک ہو تو خداوندعالم ہرگز اس کا حکم نہیں دے سکتا.

قرآن مجید فرماتا ہے:

(قُلْ اِنَّ اللہ لاَیَاْمُرُ بِالْفَحْشَاءِ اَتَقُولُونَ عَلَی اللہِ مَا لاتَعْلَمُون)(سورہ اعراف آیت:۲۸.)

کہہ دیجئے اللہ یقینا برائی کا حکم نہیں دیتا کیا تم اللہ کے بارے میں ایسی باتیں کرتے ہو جن کا تمہیں علم ہی نہیں ؟

اصولی طور پر خداوندعالم کا حکم کسی چیز کی حقیقت کو نہیں بدلتا اگر ایک انسان کے مقابلے میں خضوع کرنا اس کی عبادت ہو اور خدائے بزرگ نیز اس کا حکم دے تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ خدا اپنی عبادت کا حکم دے رہا ہے.

مسئلے کا جواب اور عبادت کے حقیقی معنی کی وضاحت

یہاں تک یہ واضح ہوگیا کہ "غیر خدا کی عبادت کے ممنوع ہونے کے سلسلے میں " دنیا

کے تمام موحد متفق ہیں اور دوسری طرف سے
یہ بھی روشن ہوچکا ہے کہ فرشتوں کا

حضرت آدم کے سامنے اور حضرت یعقوب
اور ان کے بیٹوں کا حضرت یوسف کے سامنے
سجدہ کرنا ان کی عبادت نہ تھا اب ضروری ہے
کہ ہم اس نکتے کی طرف توجہ دلائیں کہ وہ کون
سی خاص صفت ہے جس کے نہ ہونے سے ایک
عمل عبادت نہیں بن پاتا جبکہ اگر وہ پائی جاتی
ہو تو وہی عمل عبادت شمار ہوتاہے.

قرآنی آیات کی روشنی میں واضح ہوجاتا ہے
کہ کسی موجود کو خدا سمجھ کر اس کے سامنے
خضوع کرنا یا اس کی طرف خدائی امور کی
نسبت دینا اس کی عبادت کہلاتا ہے اس بیان سے
بخوبی معلوم ہوجاتا ہے کہ اگر کسی کو خدائی

امور انجام دینے پر قادر سمجھتے ہوئے اس کے سامنے خضوع کیا جائے تو یہ عمل اسی کی عبادت شمار ہوگا .دنیا کے مشرک ایسے موجودات کے سامنے خضوع کیا کرتے تھے کہ جنہیں وہ مخلوق خدا تو سمجھتے تھے لیکن وہ اس بات کے معتقد تھے کہ کچھ خدائی امور جیسے کہ گناہوں کی بخشش ، اور حق شفاعت انہیں موجودات کو سونپ دیئے گئے ہیں

سرزمین بابل کے کچھ مشرک آسمانی ستاروں کو اپنا رب اور دنیا اور انسانوں کی تدبیر کا مالک سمجھ کر ان کی عبادت کرتے تھے لیکن انہیں اپنا خالق نہیں سمجھتے تھے حضرت ابراہیم نے بھی اسی اصل کی بنا پر اپنی قوم کے ساتھ مناظرہ کیا تھا کیونکہ سرزمین بابل کے

مشرک ہرگزسورج چاند اور ستاروں کو اپنا خالق
نہیں سمجھتے تھے بلکہ وہ انہیں ایسی باقدرت
مخلوق سمجھتے تھ   جنہیں ربوبیت اور دنیا کی
تدبیر سونپ دی گئی تھی قرآنی آیات میں بھی
حضرت ابراہیم اور مشرکین بابل کے درمیان
مناظرے میں لفظ رب کو محور قرار دیتے
ہوئے(سورہ انعام آیت ۷۶ تا ۷۸) بیان کیا گیا ہے
اور یہ واضح ہے کہ لفظ رب کے معنی یہ ہیں کہ
کسی کو اپنا صاحب اور اپنی مملوک کے امور کا
مدبر قرار دیا جائے.عربی زبان میں گھر کے
مالک کو" رب البیت"اور کھیتی باڑی کے مالک
کو رب الضیعہ کہتے ہیں اس لئے کہ گھر اور
کھیتی باڑی کی تدبیر ان کے مالکوں کے ذمے
ہوتی ہے

قرآن مجید مشرکین کے مقابلے میں صرف
خداوندعالم کو اس نظام ہستی کا رب اور مدبر
قرار دیتا ہے اور سب کو خدائے یگانہ کی
پرستش کی دعوت دیتے ہوئے فرماتا ہے:

ِانَّ اللہ رَبِّی وَرَبُّکُمْ فَاعْبُدُوہُ ھَذَا صِرَاطی
مُسْتَقِیم (سورہ آل عمران آیت ۵۱).

اللہ میرا رب اور تمہارا بھی رب ہے لہذا اس
کی عبادت کرو کہ یہی سیدھا راستہ ہے.

ایک اور جگہ فرماتا ہے:

(ذَلِکُمْ اللہ رَبُّکُمْ لا اِلٰہَ اِلاَّ ھُوَ خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ
فَاعْبُدُوہُ) (سورہ انعام آیت: ۱۰۲).

وہی اللہ تمہارا پروردگار ہے جس کے علاوہ
کوئی معبود نہیں وہ ہر چیز کا خالق ہے لہذا اس
کی عبادت کرو.

اس طرح قرآن مجید سورۂ دخان میں فرماتا ہے:

(لَااِلَهَ اِلاَّ هُوَ يُحْى وَيُمِيتُ رَبُّكُمْ وَرَبُّ آبَائِكُمْ الْاَوَّلِينَ) (سورہ دخان آیت۸)

اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہی زندگی اور موت دیتا ہے وہی تمہارا رب ہے اور تمہارے پہلے آبائو اجداد کا بھی رب ہے.

اسی طرح قرآن مجید نے حضرت عیسیٰ کے قول کو یوں نقل کیا ہے:

(وَقَالَ الْمَسِيحُ يَابَنِى اِسْرَائِيلَ اعْبُدُوا الله رَبِّى وَرَبَّكُمْ) (سورہ مائدہ آیت:۷۲.)

اور مسیح نے کہا : اے بنی اسرائیل تم اللہ ہی کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا رب ہے.

گذشتہ بیانات کی روشنی میں واضح ہوجاتا ہے
کہ ہروہ خضوع جو کسی مخلوق کے سامنے
اسے رب اور خدا سمجھے بغیر یا اس کی طرف
خدائی امور کی نسبت دئیے بغیر انجام دیا جائے
وہ ہرگز عبادت شمار نہیں کیا جاسکتا اگرچہ یہ
خضوع حد سے زیادہ ہی کیوں نہ ہوجائے اس
اعتبار سے امت کا
پیغمبراکرمصلیاللہعلیہوآلہوسلم یا اپنے والدین
کے سامنے انہیں خدا قرارنہ دیتے ہوئے خضوع
وخشوع کرنا ہرگز ان کی عبادت شمار نہیں کیا
جاسکتا اسی بنیاد پر بہت

سے موضوعات جیسے اولیائے الہی سے
منسوب چیزوں کو متبرک سمجھنا ،حرم کے
دروازوں، دیواروں اور ضریحوں کو چومنا، خدا

کی بارگاہ میں اولیائے الہی سے متوسل ہونا، اولیائے الہی کو پکارنا، ان کے ایام ولادت میں جشن منانا اور محفلیں برپا کرنا اور ان کے ایام وفات و شہادت میں مجلسیں منعقد کرنا ہرگز اولیائے الہی کی عبادت شمار نہیں کیا جاسکتا اگرچہ بعض ناآگاہ افراد ان کاموں کو غیر خدا کی عبادت اور شرک سمجھتے ہیں جبکہ ان سارے کامونکو کسی بھی طرح سے غیر خدا کی عبادت اور شرک شمار نہیں کیا جاسکتاہے۔

*****